اسلام کی صداقت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

گاہے بگاہے یہاں کے مقتدر طبقے میں اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں بڑے خوش کن جذبات ظاہر کئے جاتے ہیں۔ پانچ چھ سال پہلے پرنس چارلس نے عرب ممالک کا دورہ کرنے سے پہلے یہاں کی ایک یونیورسٹی میں اسلام کی حقانیت پر باقاعدہ لیکچر دیا تھا، جسے دنیا بھر کے مسلمانوں نے بہت پسند کیا بلکہ بعض تو خوش فہمی میں بھی مبتلا ہوگئے تھے، اسی طرح لیڈی ڈیانا کے بارے میں مشہور ہوگیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے فیملی سسٹم سے متاثر ہوکر کسی مسلم خاندان کی بہو بننا چاہتی تھی، اسی لئے پہلے ایک پاکستانی ڈاکٹر کے ساتھ ان کا نام تواتر سے آتا رہا، پھر ایک مصری خاندان کے ساتھ ان کے تعلقات پیدا ہوتے گئے، بالآخر وہ موت کے ہاتھوں جہان فانی سے رخصت ہوگئی، بدقسمتی کہ انہیں نمونے کے طور پر وہ گھرانے نظر آئے جنہیں کسی طور پر اسلام کے نمائندے کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا، اگر کوئی ایسا قابل رشک گھرانہ مل جاتا تو شاید......؟

موجودہ وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی طرف بھی بعض خوش کن بیانات منسوب ہوتے ہیں، پچھلے دنوں انہوں نے کہا کہ وہ قرآن کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں، اسی طرح برطانیہ کے کئی ریٹائرڈ لارڈز حضرات کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ اپنی خانگی زندگی میں مسلمان ہیں، لیکن ظاہر نہیں کرپاتے، اللہ تعالیٰ ہی دلوں کے راز اور ہر قسم کی حقیقتوں سے واقف ہیں۔

غیر مسلموں کیلئے اسلام کو بحیثیت دین و عقیدہ قبول کرنے میں جو امور رکاوٹ بن رہے ہیں ان میں ایک اہم امر ہم مسلمانوں کا عملی کردار بھی ہے، ہمارے اخلاق، دیانتداری، اتحاد و احترام کی فضا کو مجموعی طور پر قابل رشک نہیں کہا جاسکتا۔

عملی زندگی کا مطالبہ:

اور دوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ اسلام صرف ایک فکر و فلسفے کا نام نہیں، وہ عملی زندگی کا مطالبہ کرتا ہے، اسلام میں صرف اللہ کی وحدانیت اور خاتم النبیین ﷺ کی رسالت کا اقرار و اعتراف (شہادت) ہی کافی نہیں بلکہ اقرار لسانی اور تصدیق قلبی کے ساتھ ساتھ عمل بالارکان بھی ہے جس کے تحت پوری زندگی کی ڈگر بدلنا ضروری ہے، اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور افعال کو حرام جانتے ہوئے انہیں ترک کرنا پڑتا ہے، ظاہر ہے یہاں کا معاشرہ ایک مادر پدر آزاد معاشرہ ہے، خمر وخنزیر اور سود و غنا یہاں کی عملی زندگی ہے، یہ لارڈز، یہ شہزادے، یہ فلسفی، دانشور، مفکرین، ڈاکٹرز، ریسرچ اسکالرز، اور یہاں کے سائنسدان جنہوں نے ہر ہر چیز پر ریسرچ کی ہے، زمین و آسمان کے قلابے بالفعل ملا دیئے، آسمان کی وسعتوں کو ماپ لیا ہے، سمندروں کی گہرائیوں کو بے نقاب کر ڈالا ہے، چاند کے بعد مریخ کو فتح کرنے کیلئے پر تول رہے ہیں ایجادات کی دنیا میں انقلاب برپا کر رکھا ہے، میڈیسن الیکٹرانک، سٹلائٹ اور کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں بے مثال جدتیں پیدا کرڈالی ہیں، سمندروں کے سینے، پہاڑوں کی چوٹیاں، زمین کی گہرائیاں، فضاؤں کی وسعتیں دائیں ہاتھ کا کھیل بنا کر رکھ دیا ہے، جنہوں نے ذرے کا دل چیر کر خورشید کا لہو ٹپکا کر دکھا دیا ہے، بھلا وہ اس حقیقت سے کیسے بے خبر رہ سکتے ہیں کہ سچا دین، کارآمد نظام زندگی اور وقار اور دین و دنیا کی سعادتوں کا حامل کون سا طریقہ ہے؟ جانتے ہیں دل و جان سے مانتے ہیں کہ اسلام ہی زندہ و جاوید، لازوال صداقتوں کا نقیب ہے، صرف یہی اس کائنات پر خالق کائنات کا پہلا اور آخری انعام ہے، کامل طریق زندگی ہے، جو انسانی فکر کی آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک ہے، ہر قسم کے تغیرات سے محفوظ ہے، فکر و عمل کے لحاظ سے بہت بلند و بالا اور وسعت افلاک کو تہہ و بالا کرنے والا دین صرف اور صرف اسلام ہے، جو کسی علاقے، نسل، رنگ اور شخصیت کی طرف منسوب نہں بلکہ خالق کائنات کا دین ہے،

اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اسے مان لینے کے بعد اسے نبھانا آسان نہیں ہے، اس میں داخلے کیلئے تو بہت سے راستے

ہیں لیکن نکلنے کیلئے کوئی ایک بھی راستہ نہیں ہے۔
اس میں منافقت ، دوغلے پن اور دورنگی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، یہاں امام و پیر کے پاس بخشش کا پروانہ نہیں ہے اور نہ ہی خدا کے کسی بیٹے کی قربانی گناہوں کا کفارہ بن جانے کا تصور ہے، یہاں کوئی مقدس قادر نہیں، سب اللہ کے بندے ہیں، یہاں تو عمل سے زندگی بنتی ہے اس طرح اسلام میں عملی زندگی کے مطالبات بہت سخت ہیں، جب کہ کرسچیانٹی میں عقیدہ یہ ہے کہ جو جی چاہو کرتے جاؤ لیکن کبھی بیاہ شادی کے موقع پر عبادتگاہ میں حاضری دے دو سب گناہوں کی معافی مل جاتی ہے، پادریوں نے کفارے کا عقیدہ گھڑ کر ان گناہ گاروں کی بخشش کیلئے پہلے سے راستے ہموار کر کے رکھے ہیں، گویا تم بیک وقت رحمان اور شیطان سے خوشگوار تعلقات قائم رکھ سکتے ہو۔ مگر اسلام قبول کر کے اتنی مشکل اور اس کے بالکل برعکس زندگی بسر کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ جن لوگوں نے اسے اللہ کا دین سمجھ کر قبول کیا ہے۔ ان کی زندگیاں پیدائشی مسلمانوں کی نسبت بہت بہتر اور عملی ہیں لیکن سہل پسند طبقہ اسلام کی عظمت کا زبانی اعتراف کر کے اپنے آپ کو خوش کر لیتا ہے، اور ساتھ ساتھ سادہ لوح مسلمان بھی نعرہ تکبیر لگا دیتے ہیں ہم یہ تو بدگمانی نہیں کرتے کہ مقتدر طبقہ صرف سیاسی طور پر فائدہ اٹھانے کیلئے اس قسم کے بیانات دیتا ہے، البتہ تاریخ یہی بتاتی ہے کہ ان سے پہلے بھی عیسائی حکمرانوں پر کئی دفعہ ایسا وقت آیا جب ان پر اسلام کی صداقت و حقیقت آشکارا ہو بھی گئی، انہوں نے مان بھی لیا، لیکن جب اظہار حقیقت کا وقت آیا، نیچے سے اقتدار کی کرسی کھسکتے دیکھی تو اپنے عقیدے کے ساتھ ہی چمٹے رہنا منظور کیا، انہیں جنت کی ازلی نعمتوں کے مقابلے میں فانی لیلائے اقتدار کی ہم آغوشی مرغوب نظر آئی، جس کی نحوست سے وہ اتنی بڑی دولت سے محروم رہ گئے۔

ھدایت مقدر سے ملتی ھے

تیسرا سبب یہ بھی ہے کہ ہدایت اور صراط مستقیم کی توفیق اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے اور یہ اسے ہی ملتی ہے جسے مولائے کریم قبول کر لے، اس کی توفیق ورضا کے بغیر یہ کسی کو نصیب نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی کو راہ راست پر لانا کسی کے اختیار میں ہے اگر ایسا ہوتا تو کسی نبی کے ماننے والے کافر باقی نہ رہتے۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے بقول امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہدایت اللہ کا تحفہ ہے اور تحفہ اسے ہی ملتا ہے جو اسے محبوب ہو اور اپنے آپ کو اس کا حقدار ثابت کرے یہی وجہ ہے کہ یورپ کے تمام سائنسدان سمجھنے کے باوجود اسلام قبول کرنے سے محروم ہیں، الامن رحم ربی۔

سچائیوں کو کسی کی پرواہ نہیں

آفتاب کیلئے یہ چیز کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ کوئی اس روشنی کا منکر ہے یا معترف، پھول کی مہک اس بات کی محتاج نہیں کہ کوئی اس کی تعریف کرے، بہار کی حیات آفرینی خود کسی کے گھر چل کر نہیں جاتی، جب تک اس سے خود کوئی مستفید ہونا نہ چاہے، روشنی اسی کا در منور کرتی ہے، جو اسکا سچا طالب ہو اور نور بصیرت و بصارت سے مالا مال ہو، اسلام کائنات کی سب سے بڑی سچائی ہے، سب سے پائیدار روشنی ہے، سب سے خوش کن خوشبو ہے، یہ بھی اسی کے قلب و جگر کو روشن کرے گی جو اس کی طرف بڑھے گا یہ اللہ کا دین ہے کفر کے کسی حربے یا خود مسلمانوں کی بے حسی اور بے عملی کے باوجود یہ اپنا راستہ خود ہی بناتا جاتا ہے، کبھی ڈوب کر ابھرتا ہے اور کبھی ابھر کر ڈوبتا ہے کیونکہ آفتاب و ماہتاب کی یہی تو خوبی ہے یہی تو علامت ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دیں گے

بہر حال آج کی نشست میں صحیح بخاری کے پہلے باب بدء الوحی سے ایک حدیث ملاحظہ ہو، جس سے اسلام کی صداقت کے معترفین عیسائی بادشاہوں کا کردار بخوبی سامنے آتا ہے جنہوں نے صداقت کو پہچان بھی لیا لیکن قبول نہ کر سکے۔

حضرت ابو سفیان بن حرب نے حضرت ابن عباسؓ کو (قبول اسلام کے بعد) بتایا کہ ہرقل روم (بادشاہ) نے مجھے اپنے ساتھیوں سمیت بلا بھیجا، ان دنوں قریش کے لوگ تجارت کی غرض سے شام آئے ہوئے تھے، یہ وہ زمانہ تھا جب نبی ﷺ نے ابو سفیان اور کفار قریش کو (معاہدہ حدیبیہ کر کے جنگ نہ کرنے کی) مہلت دے رکھی تھی، جب یہ سارے سرداران قریش اس کے پاس آئے اس وقت ہرقل ایلیا (یروشلم) میں تھا، اس نے ان کو اپنے دربار میں بلایا اور اس کے اردگرد روم کے رؤساء بھی بیٹھے تھے، مترجم کے ذریعے بات چیت کا آغاز ہوا، ہرقل نے ترجمان کے ذریعے پوچھا کہ تم میں سے کون اس شخص کا قریبی رشتہ دار ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے؟

ابوسفیان کہتے ہیں میں ہوں ہرقل کہنے

لگا اسے میرے قریب کردو اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کھڑا رکھو، پھر اپنے مترجم سے کہنے لگا، ان لوگوں سے کہہ کہ میں اس شخص کا کچھ حال پوچھتا ہوں، اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم مجھے بتا دینا کہ یہ جھوٹ ہے، ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم، اگر مجھ کو اس بات کی جھجک نہ ہوتی کہ میری غلط بیانی پکڑی جائے گی تو میں کوئی نہ کوئی بات اپنے مطلب کی ضرور کہہ دیتا، اس وقت ابوسفیان مسلمان نہ تھے بلکہ شدید ترین مخالفوں میں سے تھے ہرقل نے پہلی بات مجھ سے یہ پوچھی کہ اس شخص کا خاندان تم میں کیسا ہے؟ میں نے کہا اس کا خاندان بڑا معزز ہے پھر پوچھا کہ اس سے پہلے اس کے خاندان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے پوچھا کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں، پوچھا اس کی پیروی کرنے والے بڑے لوگ ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا غریب لوگ ہیں کہنے لگا اس کے تابعدار بڑھتے جارہے ہیں یا کم ہوتے چلے جاتے ہیں؟ میں نے کہا بڑھتے جارہے ہیں اس نے پوچھا کیا کوئی اس پر ایمان لاکر اس دین کو برا سمجھ کر کفر میں لوٹ گیا ہے؟ میں نے کہا نہیں پوچھا اس کے دعویٰ نبوت سے پہلے اس نے کبھی جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا نہیں اس نے کہا کیا وہ وعدہ خلافی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ البتہ اب ہمارے اور ان کے درمیان صلح کی ایک مدت ٹھہری ہے، معلوم نہیں اب وہ کیا کرتا ہے۔ ابو سفیان نے کہا اس بات کے علاوہ کہیں مجھے موقعہ نظر نہ آیا کہ میں کوئی چبھتی سی بات کہہ سکوں، اس نے پوچھا کبھی تمہارے اور اس کے درمیان لڑائی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے پوچھا لڑائی کی کیا نوعیت رہی؟ میں نے کہا کبھی وہ جیتا کبھی ہم کہنے لگا اچھا وہ تم کو کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا وہ یہ کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے باپ دادا کی اتباع (شرک) نہ کرو اور وہ ہمیں نماز پڑھنے سچ بولنے، بدکاری سے بچنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے، تب ہرقل نے ترجمان سے کہا تم اس سے کہو کہ میں نے تجھ سے اس کے خاندان کے بارے میں پوچھا تم نے کہا وہ عالی النسب ہے رسول ہمیشہ عالی النسب ہی ہوتے ہیں میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس سے پہلے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا؟ تم نے کہا نہیں اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اگر اس سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہوتی تو میں سمجھتا یہ شخص اس کی تکمیل کرنا چاہتا ہے میں نے پوچھا اس کے بڑوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ تم نے کہا نہیں اس سے میرا مطلب تھا کہ اگر ایسا ہوتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ نبوت کی آڑ میں بادشاہت کا تسلسل چاہتا ہے، میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس نے کبھی نبوت کا دعویٰ سے پہلے جھوٹ بولا، تم نے کہا نہیں، اب یہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتا وہ اللہ پر جھوٹ بولے، پھر میں نے پوچھا کہ اس کی پیروی کرنے والے امیر لوگ ہیں یا غریب؟ تو نے کہا غریب، بے شک انبیاء کے پیروکار غریب ہی ہوا کرتے ہیں میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تم نے کہا بڑھ رہے ہیں، ایمان کا یہی حال ہوتا ہے، (یعنی اہل ایمان بڑھتے ہیں کم نہیں ہوتے) میں نے تجھ سے پوچھا کہ حلقہ ایمان میں داخل ہو کر کوئی اسے برا بھلا کہہ کر اس سے پھر جاتا ہے یا نہیں؟ تو نے کہا، کبھی کوئی مرتد نہیں ہوا، بے شک ایمان کی یہی نشانی ہوتی ہے کہ دلوں میں بشاشت اور تروتازگی پیدا کرتا ہو (یعنی ایمان کی خوشی کم نہیں ہوتی) اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے، تم نے کہا نہیں، یقیناً نبیوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ عہد کی پابندی کرتے ہیں میں نے تجھ سے پوچھا کہ وہ تم کو کس بات کی تبلیغ کرتا ہے؟ تو نے کہا کہ ایک اللہ کی عبادت کرنے، شرک، بت پرستی اور حرام کاری سے بچنے، نماز پڑھنے اور سچائی پر کاربند رہنے کا حکم دیتا ہے اگر یہ سب کچھ سچ ہے جو تو نے کہا تو عنقریب اس جگہ کا بھی مالک ہو جائے گا، جہاں میں بیٹھا ہوں، مجھے یہ تو پتہ تھا کہ وہ نبی آنے والا ہے لیکن مجھے یہ یقین نہ تھا کہ وہ تمہارے اندر پیدا ہوگا، کاش میرے بس میں ہوتا تو میں اس کی زیارت ضرور کرتا، اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھو کر پیتا، پھر ہرقل نے آپ ﷺ کا خط منگوایا، جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت دحیہ ؓ کلبی کے ہاتھ بصریٰ کے حاکم کو بھیجا تھا، اس نے ہرقل کو پہنچا دیا۔ ہرقل نے اسے (منگوا کر دوبارہ) پڑھا، اس میں لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی طرف سے ہرقل رئیس روم کے نام: اس کیلئے سلامتی ہے جو ہدایت کی پیروی کرے، میں تجھے اسلام کے کلمے کی طرف دعوت دے رہا ہوں، مسلمان ہو جائے تو تو بچ جائے گا، اللہ تجھے دوہرا اجر عطا کرے گا، اگر انکار کردے گا تو (بھی دوہرے عذاب کا مستحق ہوگا) تیری رعایا کا گناہ بھی تیرے سر ہوگا (اللہ

تعالیٰ کا فرمان ہے) اے اہل کتاب: آؤ اس بات پر، جو تم میں اور ہم میں مشترکہ ہے وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے ساتھ کچھ بھی شریک نہ کریں، اور اللہ کو چھوڑ کر کسی کو خدا نہ بنائیں، پھر اگر وہ بات نہ مانیں تو اے مسلمانو تم کہو کہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب ہرقل سب کچھ کہہ چکا اور خط پڑھ چکا تو دربار میں بہت شور مچ گیا، آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئیں ہمیں باہر نکال دیا گیا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابو کبشہ کے بیٹے (محمد ﷺ) کا تو بڑا مقام ہوگیا کہ رومیوں کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے، اس دن مجھے یقین ہوگیا کہ محمد ﷺ غالب آجائیں گے، حتیٰ کہ اللہ نے مجھے اسلام کی دولت سے نواز دیا۔

زہری کہتے ہیں، ابن ناطور جو ایلیا کا حاکم، ہرقل کا مصاحب اور شام کے عیسائیوں کا پادری تھا، وہ بیان کرتا ہے کہ ہرقل جب ایلیا (بیت المقدس) میں آیا تو ایک صبح رنجیدہ اٹھا، اس کے مصاحبوں نے پوچھا خیر تو ہے؟ آج حالت اچھی نہیں لگ رہی، ابن ناطور کا کہنا ہے کہ ہرقل علم نجوم کا ماہر تھا، جب لوگوں نے اس کی بری حالت کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگا، میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو ایسا معلوم ہوا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب ہوا، اس زمانے میں ختنہ کرنے والے کون ہیں؟ اس کے ساتھیوں نے کہا، یہودیوں کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتے، تو اس کی کوئی فکر نہ کر، تو اپنے شہروں کے حاکموں کو لکھ دے کہ وہ تمام یہودیوں کو مار ڈالیں، وہ لوگ ابھی یہی باتیں کر رہے تھے کہ ہرقل کے پاس شاہ غسان (حارث بن ابی شمر) کا بھیجا گیا ایک آدمی لایا گیا جو رسول اللہ کا حال بتاتا تھا، ہرقل نے اس کی باتیں سنیں تو اپنے مصاحبوں سے کہا اسے دیکھو کہ ختنہ ہوا ہے یا نہیں؟ انہوں نے اسے دیکھ کر بتایا کہ یہ مختون ہے، ہرقل نے اس سے پوچھا کیا عرب ختنہ کرتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں تب ہرقل نے کہا یہی شخص اس امت کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہو چکا ہے۔

پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست کو لکھا جو رومیہ میں تھا وہ ہرقل کی طرح ہی علم والا تھا، ہرقل خود حمص کی طرف چلا، ابھی راستے ہی میں تھا کہ اس کے دوست کا خط پہنچ گیا، اس نے بھی رسول اللہ کے ظاہر ہونے کی خبر دی اور کہا کہ وہ نبی ہیں، ہرقل نے رومی سرداروں کو محل میں جمع کیا، جب سب جمع ہوگئے تو دروازے بند کرادیئے اور بالا خانے سے برآمد ہوکر مخاطب ہوا، اے روم والو! اگر تمہیں کامیابی، بھلائی اور بادشاہت پیاری ہے تو عرب کے اس نبی کی بیعت کرلو، یہ سنتے ہی وہ لوگ جنگلی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف لپکے، وہ سب بند تھے۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ انہیں ایمان سے نفرت ہے اور یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں تو کہا ان سرداروں کو میرے پاس لاؤ، جب وہ واپس آئے تو کہنے لگا جو بات میں نے تمہیں ابھی کہی تھی صرف تمہارے دین مسیح کے ساتھ وفاداری کو آزمانے کیلئے کہی تھی، وہ میں آزما چکا ہوں، پھر سب نے اسے سجدہ کیا اور راضی ہوگئے، ہرقل کی بات تمام ہوئی۔ امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث کو صالح بن کیسان، یونس اور معمر نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ حدیث ۶، کتاب الوحی)

بقیہ: موجودہ صدی عالم اسلام کی صدی

طاقت ور کمزوروں کو کھا رہا ہے مال دار غریبوں کو لوٹ رہے ہیں امانت میں خیانت ہے دوستوں میں بے وفائی ہے مذہب کے نام پر لامذہبی ہو رہی ہے ان تمام امراض کا علاج صرف اور صرف وہی انقلابی روح ہے جو دیکھتے دیکھتے ریگ ذارِ عرب سے نکل کر عالمِ اطراف پر چھا گئی اور جہاں جہاں گئی وہاں وہاں سے برائی، ظلم، ناانصافی اور استحصال کا قلع قمع کردیا۔

جب تک ایک بار پھر مذہب کو ایک انقلابی قوت میں نہ بدل دیں اس وقت تک نہ ہماری نمازیں قبول ہونگی اور نہ دیگر اعمال اس لئے اپنے آپ کو نئی صدی کیلئے ابھی سے اپنے ذہنوں کو تیار کرلینا چاہیے تاکہ دنیائے عالم کو پتہ چل سکے کہ ایک زندہ قوم نئی صدی میں داخل ہو رہی ہے۔

آؤ مل کر عہد کریں کہ ہم عالمِ اسلام اور خصوصا اپنے پیارے وطن پاکستان سے جہالت اور غربت کو ختم کریں گے آپس کے معمولی فروعی اختلافات کو بھول کر ایک مقصدِ حیات کے تحت بھائی بھائی بن کر زندگی گزاریں گے۔ اگر ہم اپنے وعدوں پر قائم رہے تو انشاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ پورے ملک میں ایک بھی زکوۃ کا مستحق نظر نہیں آئے گا۔ اور ہمارا ملک جو کہ سود در سود کی مستقل لعنت میں گرفتار ہے ہم اس سے جلد نجات حاصل کرسکیں گے۔ اس طرح ہمارے معاشرے سے بے حیائی کا بھی خاتمہ ہوگا اور ہر گھر دوکان، فیکٹری، کارخانہ سے کسی دوسرے عزم کی بجائے صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی پکار ہوگی کیونکہ نئی صدی اسلام کی صدی ہوگی اور پوری دنیا پر اسلام کا بول بالا ہوگا۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی